مذہبی تعلیمات

برائے جماعت نہم دہم

(نئے نصاب کے مطابق)

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

طبع کنندہ:

جملہ حقوق بحق سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو محفوظ ہیں۔
یہ کتاب سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو نے تیار کروائی جسے صوبائی کمیٹی برائے جائزہ کتب ڈائریکٹوریٹ آف کریکیولم، اسسمنٹ اینڈ ریسرچ سندھ جام شورو، کی تصحیح کے بعد صوبائی محکمۂ تعلیم و خواندگی، حکومتِ سندھ نے بمراسلہ نمبر: SO(C)SELD/STBB-18/2021 مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۲۱ صوبہ سندھ کے سرکاری اسکولوں کے لیے بطور واحد مذہبی تعلیمات کی درسی کتاب منظور کیا۔

نگرانِ اعلیٰ: پرویز احمد بلوچ (چیرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ)

نگراں: عبد الباقی ادریس السندی

مصنفین: یونجراج کیسرانی
نیاز احمد راجپر
پروفیسر عبد الوحید اندھڑ

مترجم: پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن چنڑ

ایڈیٹرز: پروفیسر محمد ناظم علی خان ماتلوی
ندیم ریاض ڈیوڈ

صوبائی جائزہ کامیٹی

☆ انجینئر اے۔ ایل جگرو ☆ ڈاکٹر چمن منشا
☆ عبد الباقی ادریس السندی ☆ نکھٹ سنگھ سوڈھو
☆ ہریش مہیشوری ☆ چیتن داس مینگواڑ
☆ پروفیسر محمد وسیم مغل

طبع کندہ:

فہرست

عنوان	صفحہ
باب اول (الف): مذاہب کا تعارف	۱
۱۔ مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت	۲
۲۔ مذہب کی معاشرتی اور اخلاقی اہمیت	۶
۳۔ بحرانوں کو حل کرنے میں مذہب کا کردار	۱۲
۴۔ گناہ اور جُرم کا تصور	۱۶
باب اول (ب): دنیا کے مذاہب	۲۱
۱۔ جین دھرم	۲۲
۲۔ مہاویر	۲۷
باب دوم: معاشرتی اور اخلاقی اقدار	۳۱
۱۔ مالکِ حقیقی کی کبریائی	۳۲
۲۔ اہم مذاہب کی عبادت گاہیں اور عبادت کے طریقے	۳۶
۳۔ مذاہب میں پرہیز گاری، رحمدلی، ہمدردی اور سچائی کا تصور	۴۷
۴۔ احتساب اور انسانی کردار پر اس کا اثر	۵۲
۵۔ مذہبی اعتبار سے وقت اور اس کی پابندی کی اہمیت	۵۶
باب سوم: معاشرتی آداب	۶۰
۱۔ آداب	۶۱
۲۔ عبادت گاہوں کے آداب	۶۶

عنوان	صفحہ

۳۔ دفاتر اور بینکوں کے آداب ۷۲

۴۔ بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن اور ہوائی اڈے کے آداب ۷۷

۵۔ مارکیٹ کے آداب ۸۳

باب چہارم: اہم شخصیات ۸۷

۱۔ ارسطو ۸۸

۲۔ جرمن فلسفی امانیول کانٹ ۹۲

۳۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ۹۶

۴۔ فلورینس نائیٹنگل ۱۰۱

مذاہب کا تعارف

تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات سے امید کی جاتی ہے کہ وہ:

- پرامن اجتماعی زندگی کے لیے جو خوبیاں اخلاقی اقدار ناگزیر ہیں ان کو پہچان کر ان پر عمل پیرا ہوں۔
- مذہبی اور معاشرتی اعتبار سے اچھے اور برے کاموں کی نشان دہی کر سکیں گے۔
- احساس کر سکیں کہ اچھے کام نہ کرنے اور برے کاموں سے بچنے کے اصول پر عمل نہ کرنے سے باہمی اختلافات جنم لیتے ہیں۔
- مشترکہ طور پر دنیوی ترقی کے لیے کوشش کریں گے۔

مالکِ حقیقی نے ہر دور میں مقدس ہستیوں کو زمین پر بھیج کر لوگوں کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، اور روحانی ضروریات کی رہنمائی کی ذمے داری سونپی ہے۔ ان مقدس ہستیوں کی بتائی ہوئی ہدایات کی روشنی میں دنیا کی بے شمار اقوام اپنی مذہبی اور معاشرتی سرگرمیاں سرانجام دیتی چلی آرہی ہیں۔ جس سے لوگوں کی سیرت و کردار کے ساتھ ان کے رہن سہن، نفسیات اور معاشرتی رویوں میں مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ انھیں نیکی اور برائی، حق اور ناحق، سچ اور جھوٹ، اسی طرح جرم اور گناہ کے درمیان تفریق کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ وہ معاشرے اور ملک میں اٹھنے والے بحرانوں کی حقیقت، ان کے اسباب اور ان کے حل کا ادراک کر کے ان کے خاتمے کا انتظام کرنے کے لائق بن جاتے ہیں۔ ایسی معاشرتی اور اخلاقی اقدار کو سمجھنے، اپنانے اور ان کو اپنی زندگی کا جزو بنانے کا ہر مذہب درس دیتا ہے، کیوں کہ مذہب انسان کی زندگی کے بہتر انداز کی خوب حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ان مذاہب میں سے جین دھرم بھی ایک عالمی مذہب ہے جو دنیا میں آنے والی مشکلات کو کا مقابلہ کرنے اور آسانیوں کو سمیٹنے کے ساتھ ہر جاندار سے محبت کا درس دیتا ہے۔

اس باب میں ''مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت''، ''مذہب کی معاشرتی اور اخلاقی اہمیت''، ''بحرانوں کو حل کرنے میں مذہب کا کردار''، ''جرم و گناہ کے تصور''، ''جین دھرم کا تفصیلی تعارف'' کے ساتھ ساتھ ''مہاویر'' کے متعلق اسباق شامل کیے گئے ہیں۔

مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- مذہب اور نفسیات یا مذہبیت اور ذہنی اطمینان کا فرق معلوم کر سکیں گے۔
- وضاحت کر سکیں گے کہ انسان کے نفسیاتی رویوں پر مذہب کیسے اثر انداز ہوتا ہے۔

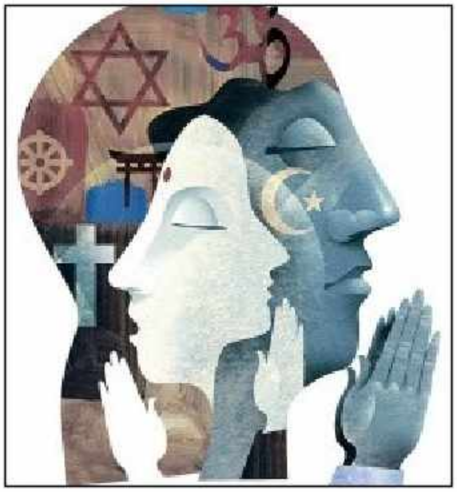

مالکِ حقیقی نے اپنی تمام مخلوقات میں سے عقل، فہم اور ادراک کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس کا ذہن ہر وقت کسی نہ کسی خیال، سوچ، فکر، جذبات اور احساسات سے بھرپور ہوتا ہے اور کسی وقت بھی خالی نہیں ہوتا۔ لیکن ہر ایک انسان کے خیالات اور جذبات ایک جیسے نہیں ہوتے اس کے باوجود بھی اجتماعی زندگی گزارنا انسانی فطرت میں شامل ہے۔ اجتماعی زندگی گزارنے کے لیے بعض اصولوں، قاعدوں اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ضرورت ہوتی ہے، جن کو اختیار کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے سے وہ پُر امن، پُر سکون، خوشحال اور اطمینان بخش زندگی گزار سکتے ہیں، عوام کا ایسا معاشرہ ترقی اور خوشحالی کی طرف گامزن ہوتا رہتا ہے۔

مذہب عقائد و عبادات کا ایک منظم نظام ہے جو انسانی معاملات اور عادات کو اخلاقی اقدار کی روشنی میں چلاتا ہے۔ جن پر چلنے سے انسان روزمرہ کی زندگی دوسروں سے مل کر گزارتا ہے، جب کہ انسان کے ذہن اور رویوں پر سائنسی انداز میں تحقیق کرنا علمِ نفسیات (Psycology) کہلاتا ہے۔ یہ علم ہمیں سکھاتا ہے کہ ایک انسان اپنی معاشرتی، حیاتیاتی اور ماحولیاتی اثرات کے زیرِ اثر کس انداز میں سمجھتا، سوچتا، محسوس کرتا ہے اور ردِ عمل دکھاتا ہے۔ جس سے انسان میں اپنی اندرونی کیفیات اور دیگر لوگوں کے احساسات اور جذبات کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ علم اس بات کو سمجھنے میں بھی مدد کرتا ہے کہ ایک شخص کی سیرت و کردار کی نشوونما میں حالات، جذبات، ذہنی اور معاشرتی دباؤ اور ماحول کا کیا عمل دخل ہے۔

مذہبی تعلیمات کی بنیاد الہامی پیغام پر مشتمل ہوتی ہے جو فطرتِ انسانی کے مطابق ہوتا ہے۔ مالکِ حقیقی کی طرف سے بھیجی گئی ہدایات کو ماننا اور ان پر عمل کرنا انسان پر گراں نہیں گزرتا کیوں کہ وہ اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ البتہ خود انسان اس میں مشکلات پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ مذہب کا انسان پر نفسیاتی اعتبار سے بھی اثر ہوتا ہے کہ وہ مالکِ حقیقی کی

ذات، نیکی اور بدی، جنت اور جہنم جیسی باتوں پر سنجیدگی سے غور و فکر کرتا ہے اور اپنے ذہن کو ان باتوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کھلے انداز میں مذہب کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ کسی نہ کسی موڑ پر اپنے آپ کو اس کے سامنے عاجز سمجھتا ہے جو مذہب کے اثر انداز ہونے کی واضح علامت ہے۔

مذہب اور نفسیات میں فرق: مذہب انسان کے طرزِ فکر اور اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے جب کہ علمِ نفسیات لوگوں کے رویوں، سوچنے، سمجھنے اور جذبات پر اثر دکھاتا ہے، ان دونوں کے درمیان فرق کی وضاحت کچھ اس طرح ہے:

- مذہب، اخلاقی اصول و ضوابط بنانے میں مدد کرتا ہے جب کہ علمِ نفسیات لوگوں کے جذبات اور احساسات کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔
- مذہب، لوگوں کو اپنا مقصدِ حیات جاننے، بہتر زندگی گزارنے، مالکِ حقیقی کی نعمتوں پر شکر گزار ہونے اور ہر وقت اسے یاد رکھنے کی تلقین کرتا ہے جب کہ نفسیات انسانوں کو اپنے ضمیر کے مطابق زندگی گزارنے اور معاشرے میں دوسرے لوگوں سے بہتر تعلقات قائم کرنے اور مطلوبہ رویوں کی جدوجہد کرتا ہے۔
- مذہب، انسان کے روحانی اطمینان کا طریقہ بتاتا ہے جب کہ نفسیات انسانی معاشرت میں پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے میں روحانی طور پر انسان کو مضبوط بناتا ہے۔

مذہب لوگوں کو صحیح یا غلط اور جزا و سزا کے بارے میں بتاتا ہے جب کہ علمِ نفسیات انسان میں ادراک پیدا کرتا ہے جس کی بدولت وہ سچ اور جھوٹ، صحیح اور غلط یا حق اور ناحق کے درمیان تفریق کرنے کے لائق ہو جاتا ہے۔

مذہبیت اور عام بھلائی کی سوچ کا فرق: اصولی طور پر مذہب انسانیت کی خیر خواہی چاہتا ہے۔ اس لیے ایک انسان مذہبی ہونے کے باوجود انسان دوست بھی ہو سکتا ہے لیکن عام طور پر مذہبیت یا مذہبی سوچ والا شخص اپنے عقائد کو درست سمجھتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے مذہب، مکتبہ فکر یا مسلک کے لوگوں کو ہی رفاہ عام کا مستحق سمجھتا ہے اور ان کے لیے کام کرتا ہے، جبکہ عام بھلائی کی سوچ اور جذبہ رکھنے والا شخص اپنے اندر موجود صلاحیتوں کو تمام لوگوں کی بھلائی کے لیے استعمال کرتا ہے اور ایک سے بہتر تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا انسان ہی مذہب کی اصل روح کو سمجھنے والا اور انسانیت کا خیر خواہ ہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

مذہب عقائد و عبادات کا ایک منظم نظام ہے، جو انسان کے تمام معاملات کو اخلاقی دائرے میں لاتا ہے، جبکہ نفسیات میں انسانی سوچ اور رویوں کے بارے میں سائنسی انداز سے تحقیق کی جاتی ہے۔ کسی بھی بات کے بارے میں انسان جب مذہبی اعتبار سے غور و فکر کرتا ہے تو اس کی سوچ اور کردار پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ کیوں کہ بنیادی طور پر ہر مذہب الہامی پیغام پر

مشتمل ہوتا ہے اور کوئی بھی شخص یہ نہیں چاہے گا کہ وہ اپنے مالک کی مخالفت کرے۔ اس لیے انسان پر مذہب کا بھی نفسیاتی اثر پڑتا ہے کہ وہ مذہب کے احکامات ماننے میں اگرچہ کمزور ہوتا ہے لیکن اس کی مخالفت سے باز رہتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. مذہب کا مفہوم بیان کریں؟
2. نفسیات کا کیا مطلب ہے؟
3. مذہبیت اور عام بھلائی میں کیا فرق ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. مذہب اور نفسیات میں کون کون سے فرق ہیں؟
2. "مذہبی تربیت کی بنیاد پیغام الٰہی پر مشتمل ہے" وضاحت کریں۔

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. عقل، فہم اور ادراک کی نعمتیں ملی ہیں:

(الف) انسان کو (ب) جانوروں کو
(ج) نباتات کو (د) پہاڑوں کو

2. عقائد وعبادات کا نظام کہلاتا ہے:

(الف) سیاست (ب) عبادت
(ج) ریاست (د) مذہب

3. انسانی سوچ اور رویوں کا سائنسی انداز میں کھوج لگانے کا نام ہے:

(الف) کیمیا (ب) فزکس
(ج) نفسیات (د) کائنات

4. مذہبی تربیت کی بنیاد ہے:

(الف) مذہب (ب) فلسفہ
(ج) برقی پیغام (د) پیغام الٰہی

5. مذہب اور نفسیات بنیادی طور پر اثر انداز ہوتے ہیں:

(الف) رویوں پر (ب) اصولوں پر

(ج) ارادوں پر (د) خوبیوں پر

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

طلبہ و طالبات مذہب اور نفسیات سے متعلق معلومات جمع کر کے ہفتے کے کسی ایک دن "مذہب اور نفسیات کا انسانی کردار پر اثر" کے عنوان سے مذاکرہ منعقد کریں اور نتائج کو جدا جدا فہرست کی صورت میں اساتذہ کو پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ و طالبات کو نفسیات کے متعلق معلومات دی جائے اور انھیں بتایا جائے کہ تعلیم و تدریس میں نفسیات کی کیا اہمیت ہے۔
- طلبہ میں انسانوں کی باہمی مہارات (Interpersonal Skills) پیدا کرنے کے لیے انھیں گروپوں میں تقسیم کر کے سبق کے مختلف پیراگراف دیے جائیں تاکہ وہ آپس میں بات چیت کر کے پیراگرافوں میں دیے ہوئے نکتوں کو سمجھ کر کلاس میں پیش کر سکیں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی

لفظ	معنی	لفظ	معنی
گامزن	چلنے والا	رفاہ عام	عام لوگوں کی بھلائی
کیفیت	حالت، حقیقت	مکتبہ فکر	کسی خاص خیال یا نظریہ کے لوگ
تفریق	جدائی، تمیز	مسلک	راہ، راستہ، طریقہ
ادراک	عقل		

مذہب کی معاشرتی اور اخلاقی اہمیت

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قبل ہوں گے کہ وہ:

- معاشرے کی اخلاقی اور معاشرتی بناوٹ میں مذہب کے کردار کی وضاحت کر سکیں۔
- اس بات کو سمجھ سکیں گے کہ مذہب کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ مسائل کا حل ہے۔
- سیکیولر اخلاقیات کا تصور بیان کر سکیں۔
- سیکیولر اخلاقیات کے بانی اور ان کے اہم کاموں کے بارے میں بتا سکیں۔
- مذہبی اور سیکیولر اخلاقیات میں فرق و تقابل بیان کر سکیں۔

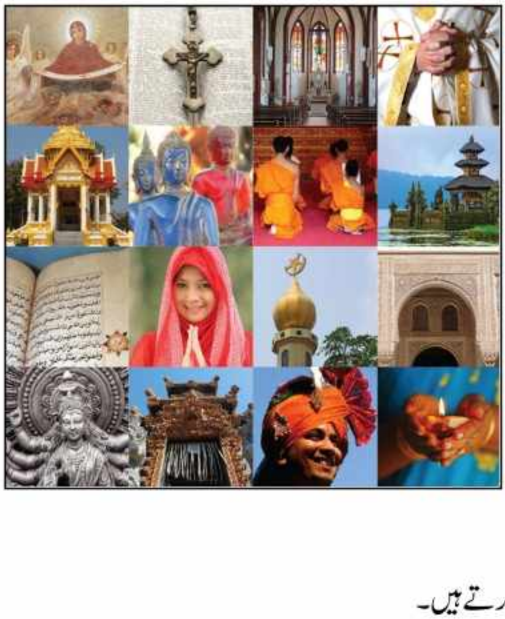

تمام مذہب اپنے پیروکاروں کے لیے پُر امن اور بامقصد زندگی گزارنے کے لیے ایک منظم نظام پیش کرتے ہیں۔ جس کا اخلاقی اور معاشرتی بناوٹ میں تمام اہم کردار ہے۔ وہ انسان جو نفسیاتی رویوں، اخلاقی اقدار، روایات و رسومات، قواعد و قوانین کی بناوٹ میں مدد کرتے ہیں ۔ وہ انسانوں کو روحانی سکون مہیا کرتے ہیں اور ہر پہلو سے ایک خوشحال، ہر ایک کے لیے آسانیاں پیدا کرنے والا اور پر امن معاشرہ قائم کرنے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ مذہب درجِ ذیل طریقوں سے ایک اچھا معاشرہ قائم کرنے میں اپنا کردار کرتا ہے:

- مذاہب انسانوں کو معاشرتی بھلائی کے کاموں کے لیے آمادہ کرتے ہیں۔
- وہ معاشرے سے گھریلو جھگڑوں، دھوکا، چوری، نشے بازی اور دوسری برائیوں کو گھٹاتے ہیں۔
- وہ معاشرے کی اخلاقی اور ثقافتی بناوٹ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور انسانوں کے اخلاقی اعمال کو سدھارتے کے لیے رہنمائی کرتے ہیں۔
- ہر مذہب دوسرے کی جان ومال کی حفاظت اور عزت کرنے کا درس دیتا ہے۔

- وہ انسانوں کو مالکِ حقیقی کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے اور اچھے کام کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔
- وہ خیرات دینے، لوگوں کو اپنی حق حلال کی کمائی میں سے کچھ حصہ غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔
- وہ لوگوں کو خوراک اور مال و دولت کو جمع کرنے، نامناسب نفع لینے سے منع کرتے ہیں اور انھیں سادگی سے زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔
- وہ لوگوں کو روز مرہ زندگی کی اعلیٰ اخلاقی قدروں پر چلنے، آپس میں محبت اور بھائی چارہ رکھنے اور دوسروں کے جذبات کا احترام کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔
- وہ لوگوں کو دنیوی اور دینی تعلیم حاصل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔
- وہ زندہ چیزوں پر رحم کھانے اور عام انسانوں کے ساتھ بھلائی کرنے اور کسی لالچ کے بغیر خدمت کرنے کا جذبہ ابھارتے ہیں۔
- وہ حق اور سچ کی راہ پر چلنے کی ہمت پیدا کرتے ہیں اور آپس میں معاف کرنے اور خود اعتمادی پیدا کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

ان تمام باتوں کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرتا ہے بلکہ وہ بہت سارے مسائل کا حل تلاش کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اس لیے جب بھی معاشرے میں مسائل پیدا ہو جائیں تو ان کا حل مذہبی تعلیمات میں تلاش کیا جائے۔

ہر دور میں مذہب معاشرے کا اہم حصہ رہا ہے اگرچہ تمام مذاہب کے عقائد ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں لیکن وہ ہر معاشرے کے لیے کسی نہ کسی صورت میں کارآمد ہوتے ہیں۔ قدیم دور سے مذہبی علامات اور رسومات معاشرے کا حصہ رہی ہیں، ان تمام رسومات، حالات اور ماحول نے انسانی کردار پر اپنے اثرات چھوڑے ہیں اور ہر سماج میں مذہب کی معاشرتی اور اخلاقی اہمیت نمایاں رہی ہے۔

اخلاقیات اور سیکولر اخلاقیات: اخلاقیات کے لیے استعمال ہونے والا انگریزی لفظ Ethics یونانی لفظ Ethos سے لیا گیا ہے، جس کے معنی رسم، عادات، کردار اور خداداد صلاحیت کے درست استعمال کے ہیں، علمِ اخلاقیات ایسے اصول و قواعد سے متعلق بحث کرتا ہے جس میں معلوم کیا جاتا ہے کہ فرد یا معاشرے کے لیے کون سی بات صحیح ہے اور کون سی غلط۔ اس کو اخلاقی فلسفہ بھی کہا جاتا ہے۔ عظیم یونانی مفکر سقراط کو بابائے اخلاقیات کہا جاتا ہے۔

اخلاقیات کی اہم شاخیں:

نیکی کے اصولوں پر مشتمل اخلاقیات (Virtue Ethics): اخلاقیات کی اس قسم کا اہم اصول یہ ہے کہ ہر عمل کے لیے ذہن کی پاکیزگی، اعلیٰ کردار اور ایمان داری والی سوچ رکھنا ضروری ہے۔

نتائج کے اصول پر مشتمل اخلاقیات (Consequentailist Ethics): اس اخلاقیات کا اہم اصول یہ ہے کہ ایسا عمل کیا جائے جس کا نتیجہ سب کے لیے مفید ثابت ہو۔

وجوبی اخلاقیات (Deontological Ethics): اس اخلاقیات کا یہ اہم اصول ہے کہ نتیجہ کی فکر کیے بغیر ہر عمل فرض ادائی کے جذبے سے کیا جائے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے انصاف کرنا لازمی ہے۔

مذہبی اخلاقیات (Religious Ethics): اس اخلاقیات میں کسی بھی عمل کے لیے اس کا مذہبی نقطۂ نظر دیکھا جاتا ہے کہ وہ مذہبی تعلیمات یا رسم ورواج کے مطابق ہے یا نہیں۔

سیکولر اخلاقیات (Secular Ethics) : سیکولر یا غیر مذہبی اخلاقیات کی بنیاد ذہانیت، روحانی شعور، منطق، ادراک، اخلاقی وجدان اور ذہنی صلاحیت سے تعلق رکھنے والے اعمال پر ہوتی ہے۔ جس میں کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ یہ صرف انسانیت اور آزاد سوچ کے اصولوں پر چلنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

اس کے علاوہ اخلاقیات کی دیگر اقسام میں مختلف شعبہ جات سے متعلق اصول و قواعد میں رہنمائی کرنے والی اخلاقیات کی شاخیں بھی شامل ہیں۔ مثلاً: معاشی اخلاقیات، طبی اخلاقیات اور کھیلوں کی اخلاقیات وغیرہ۔

سیکولر اخلاقیاتی نظام میں معاشرتی تعلقات، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور فطری سمجھ بوجھ والی کیفیت کو اہمیت دی جاتی ہے جس کو موجودہ دور میں سائنسی سوچ کہا جاتا ہے۔

اس میں کسی بھی بات کو محض کسی کے کہنے پر نہیں مان لیا جاتا بلکہ کیا، کیوں، کیسے اور کس لیے کی نوعیت کے سوالوں کے جوابات پر دل و دماغ کی تسلی کے بعد اس کو قابل قبول تصور کیا جاتا ہے، سیکولر اخلاقیات کا سنہری اصول عدم تشدد ہے، جس میں اپنے حقوق کے حصول کے لیے لڑائی جھگڑے کے بجائے عدم تشدد والے طریقوں کو اپنانے پر زور دیا جاتا ہے۔

سیکولر اخلاقیات کی اہم شخصیات اور ان کی خدمات:

امانیول کانٹ (Immanuel Kant): ایک جرمن فلسفی ہے جس نے اس موضوع پر گراؤنڈ ورک آن میٹافزکس آف مورلس (Groundwork of the metaphysics of Morals) نامی کتاب لکھی۔ کانٹ کا خیال ہے کہ اخلاقیات کی بنیاد فطری قوانین پر ہونی چاہیے اور انسان کو ہر عمل نیک نیتی سے کرنا چاہیے۔ اسے یہ کام کسی اعلیٰ مقدس ہستی کو خوش کرنے یا

سزا وخوف کے پیش نظر نہیں بلکہ اپنا فریضہ سمجھ کر کرنا چاہیے۔

تھر وویلوور(Thiruvalluvar): یہ جنوبی ہندستان کا تامِل فلسفی تھا جس نے "دی کرال" (The Krawl)نامی کتاب تحریر کی، جو ۱۳۳۰ اقوال پر مشتمل ہے جس میں نیکی، دولت اور محبت کے بارے میں مختصر نصیحتیں بیان کی گئی ہیں، "دی کرال" اخلاقیات کی اہم کتاب سمجھی جاتی ہے۔

جارج جیکب ہولینک (George Jecon Holyoke): یہ ایک انگریز فلسفی ہے جس نے سیکولر اخلاقیات سے متعلق "انگلش سیکولرازم" (English Secularisim)نامی کتاب تحریر کی ، یہ وہ واحد شخص ہے جس نے سب سے پہلے لفظ "سیکولر" تحریر کیا ہے۔ اس کا نظریہ ہے کہ ان تمام افکار کو ترقی دی جائے، جو مذہب سے الگ ہوں اور ان میں مذہبی عقائد پر رد یا تنقید نہ کی گئی ہو۔

فریڈرک نطشے(Fridrich Nietzsche): یہ جرمن فلسفی تھا جس کی اس موضوع سے متعلق تین کتابیں ہیں، آن دی جینیالاجی آف مورالس(On the Genealogy of Morals)۔ ۲۔ بیانڈ گڈ اینڈ ایول (Beyond Good and Evil)اور ۳۔ دس اسپوک ور تھ(Thus Spoke Zarath)ہیں۔ اس کا کہناہی کہ جو چیز ہر ایک کے لیے کارآمد اور مددگار ہو وہ اچھی ہے اور جو نقصان کار ہو وہ خراب ہے۔

جان اسٹیورٹ مل(J.S.Mill): یہ ایک انگریز فلسفی تھا، جس نے یوٹیلٹرین ازم(Utilitarianism)نامی کتاب لکھی ہے، اس کا خیال ہے کہ ایسا کام کیا جائے جس کا نتیجہ سب کیے لیے اچھاہو۔

مذہبی اخلاقیات اور سیکولر اخلاقیات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ مذہبی اخلاقیات، مذہبی کتابوں میں بیان کردہ اخلاقی اصولوں کو اپنانے پر زور دیتی ہے جبکہ سیکولر اخلاقات میں اخلاقی اقدار کو مذہب سے الگ رکھا جاتا ہے۔ ریاست کے معاملات میں چرچ، مندر اور دیگر مذہبی اداروں کو جدا رکھا جاتا ہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

اخلاقیات کے لیے مستعمل انگریزی لفظ Ethics یونانی زبان کے لفظ Ethos سے لیا گیا ہے جس کے معنی رسم، عادت اور کردار۔ سقراط کو بابائے اخلاقیات کہاجاتا ہے۔ اخلاقیات اپنے افکار و مفہوم کے اعتبار سے نیکی والی اخلاقیات، نتیجے والی اخلاقیات، وجوبی اخلاقیات، مذہبی اخلاقیات اور سیکولر اخلاقیات میں تقسیم ہوتی ہے۔ سیکولر یا غیر مذہبی اخلاقیات میں معاشرتی آداب، اخلاقی اقدار اور فطری سمجھ بوجھ والی صفت کو اہمیت دی جاتی ہے۔ دنیا کے مشہور فلسفی مثلاً: امانیول کانٹ، جی۔ ایس مل، تھر وویلوور اور نطشے نے سیکولر اخلاقیات میں اہم خدمات سرانجام دی ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. اخلاقیات کی تعریف کیا ہے؟
2. وجوبی اخلاقیات کا نظریہ کس نے پیش کیا؟
3. سیکولر اخلاقیات کا مفہوم کیا ہے؟
4. مذہبی اور سیکولر اخلاقیات میں کیا فرق ہے؟
5. سیکولر اخلاقیات سے متعلق لکھی گئی کوئی بھی تین کتابوں کے نام تحریر کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. اخلاقیات اور اس کی اقسام وضاحت سے بیان کریں؟
2. معاشرتی اور اخلاقی اعتبار سے مذہب کی کیا اہمیت ہے؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. معاشرے اور اخلاق کی تشکیل میں اہم کردار ہے:

(الف) مذہب کا (ب) ریاست کا
(ج) اخلاق کا (د) سیاست کا

2. انگریزی لفظ Ethics لیا گیا ہے:

(الف) انگریزی سے (ب) یونانی سے
(ج) عربی سے (د) اردو سے

3. لفظ "سیکولر" سب سے پہلے جس مصنف نے تحریر کیا وہ تھا:

(الف) ارسطو (ب) سقراط
(ج) امام غزالی (د) جان جیکب ہولیک

4. مشہور فلسفی امانیول کانٹ تعلق رکھتے تھے:

(الف) پاکستان سے (ب) انڈیا سے
(ج) آمریکا سے (د) جرمنی سے

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

سیکولر اخلاقیات کے موضوع میں طلبہ وطالبات میں سے ہر ایک کو درجِ ذیل عنوانات پر ایک ایک صفحہ لکھیں:

- سیکولر اخلاقیات کے بارے میں لکھی ہوئی کتابوں کے نام اور ان پر مختصر تبصرہ۔
- سیکولر اخلاقیات کے فلسفوں کے بارے میں
- سیکولر اخلاقیات کی خصوصیات۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو رہنمائی فراہم کی جائے کہ وہ اخلاقیات اور خاص طور سے سیکولر اخلاقیات کے بارے میں معلومات اور کتابیں کہاں سے اور کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی

لفظ	معنی	لفظ	معنی
منطق	گفتگو، بات چیت	ادراک	عقل
وجدان	جاننا، دریافت کرنے کی قوت	کیفیت	حالت
ترغیب	شوق، لالچ	کارآمد	کام آنے والا

بحرانوں کو حل کرنے میں مذہب کا کردار

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- معاشرے اور قوم کے وسیع تر اصول / معیارات اپنا سکیں۔
- قومی اور ثقافتی تنوع کو ایک ساتھ اپنا سکیں۔
- بحرانوں کے اسباب جان سکیں۔
- بحرانوں کو ختم کرنے کے یے اپنے اندر صبر، برداشت اور تحمل جیسی صفات پیدا کر سکیں۔
- صورتحال پر قابو پانے کے لیے کسی اہم مذہبی شخصیت کی جیون کہانی کی کتاب سے ایک دو صفحات چن سکیں۔

کسی گاؤں میں سائیں ڈنو نامی ایک بڑھئی رہتا تھا جس کا ذریعہ معاش لکڑی کا کام ہی تھا۔ اس کا کنبہ پانچ افراد پر مشتمل تھا، روزانہ سائیں ڈنو اس کام سے اتنا کمالیتا تھا جس سے اس کے گھر کا خرچہ چلتا رہتا تھا۔ لیکن اچانک روزانہ استعمال کی اشیا بازار میں کم ہو گئیں اور ان کی قیمتیں بڑھ گئیں اور پھر سب لوگ مہنگائی کی چکی میں پسنے پر مجبور ہو گئے، مزدور طبقے کی تنخواہوں میں اضافی بجائے کمی ہو گئی جس کا اثر سائیں ڈنو پر بھی ہوا۔ اب اس کا گزر بسر بھی مشکل ہو گیا۔

ایک دن جب وہ چکی سے گندم کا آٹا خریدنے گیا تو چکی مالک نے اسے مہنگے داموں پر آٹا دیا۔ جب بڑھئی نے اس سے اتنی مہنگائی کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ ہمیں گندم نہیں ملتی اس لیے آٹے کا بحران ہو گیا ہے۔ سائیں ڈنو نے سوچا اس سال گندم کی پیدائش تو اچھی ہوئی تھی پھر اس بحران کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔ اسے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔

شام کو جب سائیں ڈنو اپنے پڑوسی دوست ماسٹر سانول سے گپ شپ کرنے اس کے پاس پہنچا تو باتوں باتوں میں ماسٹر سے پوچھنے لگا بحران کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ ہر روز کوئی نہ کوئی بحران سننے میں آرہا ہے۔ کیا اس کا کوئی حل بھی ہے اور اس کو اسباب کون سے ہیں؟ سائیں ڈنو نے اپنے دل کا غبار ماسٹر کے سامنے نکال دیا۔

ماسٹر سانول نے سائیں ڈنو کو سمجھایا، بھائی، حقیقت یہ ہے کہ اس سال جب گندم کی فصل تیار ہو کر بازار میں پہنچی تو کچھ بڑے بڑی بیوپاریوں نے زمین داروں سے زیادہ مقدار میں گندم خرید کر کے اپنے گوداموں میں ذخیرہ کر لی اور پھر سرکار

کے محکمہ خوراک کو بھی سرکاری نرخ پر نہیں بیچی جس سے بازار میں گندم کی قلت ہوگئی، سرکاری گوداموں سے جب چکیوں کو گندم فراہمی نہیں ہوئی تو انھوں نے بازار سے مہنگے داموں گندم خریدی اور آٹا مہنگا ہوگیا۔ جس کو آٹے کا بحران کہا جاتا ہے۔

اگرچہ یہ مصنوعی قلت ہے، جس کی وجہ سے آٹا ملنا مشکل ہوگیا ہے اس کا واحد سبب ذخیرہ اندوزی ہے۔ اسی طرح کچھ روز قبل ملک میں چینی کا بحران پیدا ہوگیا تھا اور بازار میں چینی مہنگی ہوگئی تھی۔ پھر عالمی وبا کورونا وائرس کی وجہ سے لوگوں کو گھروں تک محدود ہونا پڑا تھا۔ تمام ممالک کے کاروبار اور تجارت بند ہوگئی تھی۔ لوگ معاشی تنگی میں پھنس گئے تھے اور دنیا کے بہت سے ممالک معاشی بحران کا شکار ہوگئے تھے۔

مختلف ممالک میں پیدا ہونے والے بحرانوں کے اسباب بھی مختلف ہوتے ہیں، جن میں سے بعض قدرتی طور پر رونما ہونے والی تبدیلیوں کے باعث ہوتے ہیں جبکہ بعض بحرانوں میں انسانی ہاتھ ہوتے ہیں۔ ان تمام بحرانوں کو ختم کرنے کے لیے ہمیں مل کر کوشش کرنی چاہیے۔

بحرانوں کو روکنے اور ان کے حل میں مذہب اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ مذہبی تعلیمات پر پختگی سے عمل کرنے سے انسان میں خوف خدا، حب الوطنی اور عام لوگوں سے بھلائی کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ لوگوں کا آپس میں اتحاد و اتفاق بڑھے گا اور وہ ثقافتی گروہوں کے مختلف ہونے سے لطف اندوز ہونے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ ان میں ذاتی سوچ کے بدلے قومی سوچ پیدا ہوگی اور اشیا کی ذخیرہ اندوزی کا رجحان کم ہوگا۔ عوامی احتجاج کے خوف سے زمین دار بھی سرکاری قانون اور نرخ کے مطابق اپنی پیداواری اشیا بازار اور حکومت کو فروخت کریں گے۔ عوام بھی بحرانوں کے حل ہونے تک آپس میں اتفاق، صبر و تحمل اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ کریں گے ساتھ ہی ان کے حل کے لیے مذہبی کتابوں اور پیشواؤں سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کیوں کہ مذہب کے پاس تمام بحرانوں کا حل موجود ہے۔ ضرورت صرف اس سے ہدایت حاصل کرنے کی ہے۔

ماسٹر سانول کی باتیں سن کر سائیں ڈنو نے کہا: ماسٹر صاحب! آپ نے مجھے بحرانوں کا مفہوم، اس کے پیدا ہونے کے اسباب اور ان سے بچنے سے متعلق بہت قیمتی باتیں بتائی ہیں۔ اب ہم گاؤں کے لوگوں میں ان باتوں کی آگہی پھیلانے اور ان میں شعور پیدا کرنے کے لیے مل کر کوشش کریں گے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

گاؤں کا ایک آدمی جب چکّی سے آٹا خریدنے گیا تو عام قیمت سے زیادہ مہنگا ملنے پر وہ چکی کے مالک سے بحث کرنے لگا کہ اتنا مہنگا آٹا فروخت کرنے کا کیا سبب ہے۔ اس نے جواب دیا کہ گندم کا بحران ہوگیا ہے۔ گندم کی قلت کی وجہ سے آٹا مہنگا ہوگیا ہے۔ اس نے جب معلوم کیا تو اسے اپنے دوست سے پتا چلا کہ کسی چیز کی مصنوعی قلت ظاہر کرکے بازار میں اس کو مہنگے داموں بیچنے کا ماحول پیدا کیا جاتا ہے جسے بحران کہا جاتا ہے جو بڑے بڑے تاجروں کی غیر قانونی سرگرمیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا

ہے۔ حکومت کو معاشرے میں لا اینڈ آرڈر اور نگرانی کے نظام کو بہتر بنانا چاہیے اور عملی طور پر ایسے اسباب ختم کرنے چاہییں جن کی وجہ سے یہ بحران جنم لیتے ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. ذخیرہ اندوزی کا مطلب کیا ہے؟
2. بحران کا مفہوم کیا ہے؟
3. ملکی اور عالمی بحران میں کیا فرق ہے؟
4. جدید دور کے ان بحرانوں کی مثالیں پیش کریں جن سے عوام متاثر ہوا ہے؟
5. بحرانوں کے حل میں مذہب کا کیا کردار ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. سائیں ڈنو نے بحران کا مطلب کس طرح سمجھا؟
2. بحران کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟
3. آپ کے خیال میں کسی بھی بحران کو ختم کرنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. بحران کے متعدد اسباب میں سے ایک سبب ہے:

(الف) مصنوعی قلت　　(ب) مصنوعی کام کاج
(ج) مصنوعی فن　　(د) مصنوعی علاج

2. بحران کے حل ہونے تک عوام کو کرنا چاہیے:

(الف) احتجاج　　(ب) صبر و تحمل
(ج) محنت　　(د) آہ وزاری

3. بازار میں چیزیں مہنگی ہوتی ہیں جب ان کی:

(الف) پیداوار کم ہوتی ہے　　(ب) طلب بڑھتی ہے
(ج) حکومت تبدیل ہوتی ہے　　(د) عوام سست ہوتی ہے

4. سائیں ڈنو بازار سے خرید نے گیا تھا:

(الف) چینی　　(ب) نمک

(ج) آٹا　　(د) کپڑے

5. بحران کے حل میں مددگار ہو سکتی ہے:

(الف) سیاست　　(ب) سائنس

(ج) فنی تعلیم　　(د) مذہبی تعلیم

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

طلبہ و طالبات کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے اسکول کی طرف سے ایک سیمینار کا اہتمام کیا جائے، جس میں ماہرین معاشیات کو "بحران، اس ان کے اسباب اور اس کے حل" کے عنوان پر لیکچر دینے کی درخواست کی جائے۔ طلبہ و طالبات اس لیکچر کی روشنی میں ذیل کے عنوانات پر نوٹس تیار کریں: * بحران کیا ہے؟ * بحران کی اقسام کیا ہیں؟ * بحرانوں کے اسباب کیا ہیں　* بحرانوں کو حل کرنے کے طریقے کیا ہیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کے سامنے ایسی مثالیں پیش کی جائیں جن سے ظاہر ہو کہ مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے سے کسی بھی مشکل سے کیسے نکلا جا سکتا ہے۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
کنبہ	خاندان	نرخ	قیمت، مول
وبا	وہ بیماری جو ہوا کے خراب ہو جانے سے پھیلتی ہے۔	معاشی تنگی	پیسے کی کمی
مستقل مزاجی	وہ جس کی طبیعت میں مضبوطی ہو	تنوع	مختلف رنگ کا ہونا
غبار	گرد، دھول، خاک		

گناہ اور جرم کا تصور

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہونگے کہ وہ:

- گناہ اور جرم کا مفہوم معلوم کر سکیں۔
- گناہ اور جرم کے فرق کو بیان کر سکیں۔
- اہم مذاہب میں گناہ شمار کیے گئے اعمال اور ان کی یکسانیت بیان کر سکیں۔
- ان بات کی وضاحت کر سکیں گے کہ جرم گناہ کب بنتا ہے اور گناہ کس طرح جرم ہوتا ہے۔
- گناہ اصلی اور گناہ کبیرہ کی وضاحت کر سکیں۔
- واضح کر سکیں کہ ٹیکسز میں بدعنوانی کرنا جرم ہے یا گناہ۔
- جرأت سے کہہ سکیں کہ "کرپشن نامنظور" تمباکو نوشی نامنظور۔

ایک مشہور کہاوت ہے کہ "انسان خطا کا پتلا ہے"۔ جس کا مطلب ہے کہ چند گنی چنی اعلیٰ ہستیوں کو چھوڑ کر ایسا کوئی بھی انسان نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا یا غلطی نہ ہوئی ہو۔ خطاؤں کے بھی درجات ہوتے ہیں، بعض خطائیں در گزر کرنے کے قابل اور بعض پشیمانی کا اظہار کرنے، اقرار کرنے اور معافی طلب کرنے سے قابل معافی ہوتی ہیں جبکہ بعض ناقابل معافی اور قابل سزا ہوتی ہیں جن کو "جرم" یا "گناہ" کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔

گناہ (Sin): مالکِ حقیقی کے احکامات کی خلاف ورزی اور مذہبی قوانین کی مخالفت کرنے والے عمل کا نام "گناہ" ہے۔ جھوٹ، دھوکا، لالچ، چغلی، غیبت، غصہ، حسد، کینہ، ناشکری، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، گھٹیا چیزوں کو دھوکے سے عمدہ دکھانا، دوسرے کا حق مار کر ترقی حاصل کرنا، الزام بازی اور فخر کرنا وغیرہ گناہ تصور ہوتے ہیں۔

جرم (Crime): ریاست کے مروجہ قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے عمل کا نام "جرم" ہے۔ غیر قانونی اور غیر اخلاقی سرگرمیاں، مثلاً: چوری، ڈکیتی، قتل، دوسرے کی زمین یا جائداد پر قبضہ کرنا، کسی کمزور، ناسمجھ، یتیم یا بیوہ کی ملکیت غصب کرنا، ظلم وزیادتی، ذخیرہ اندوزی، رشوت، ناانصافی اور ناجائز منافع خوری وغیرہ بڑے گناہ اور جرم تصور کیے جاتے ہیں، ہر ملک میں

اس قسم کی مجرمانہ سرگرمیوں پر سزائیں مقرر ہیں۔

گناہ اور جرم میں فرق: گناہ مالکِ حقیقی کے احکامات یا مذہبی قوانین کی خلاف ورزی کو کہا جاتا ہے، اگر کسی شخص نے مالکِ حقیقی کا کوئی حکم توڑا ہے اور اس میں کسی دوسرے انسان کی حق تلفی شامل نہیں ہے تو ایسا گناہ قابل معافی ہوتا ہے، بشرطے کہ گنہ گار اپنا گناہ تسلیم کرے۔ معافی طلب کرے اور آیندہ نہ کرنے کا عزم کرے تو اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے کیونکہ مالکِ حقیقی معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔ جب کہ ملک و ریاست کی طرف سے اصولوں کی روشنی میں بنائے ہوئے قوانین و اصولوں کے توڑنے کو جرم کہا جاتا ہے جس پر سخت سزائیں مقرر ہوتی ہیں۔ جو اس کے جرم کی نوعیت کو دیکھ کر نافذ کی جاتی ہیں، مجرم کو سزا ملنا انتہائی ضروری امر ہے کیونکہ مجرم کو سزا نہ ملنے کی وجہ سے عوام میں سے قانون کا احترام جاتا رہے گا اور مجرم قسم کے لوگ جرم کرنے سے نہ گھبرائیں گے۔ اس لیے وہ ناقابل معافی ہوتے ہیں۔

دنیا کے اہم مذاہب کی مقدس کتابوں میں جو کام گناہ بتائے گئے ہیں ان کی وضاحت کچھ اس طرح ہے:

اسلام میں جھوٹ، لالچ، بے جا ملکیت جمع کرنا، تکبّر، فخر، غصہ، حرص و ہوس، عیش پرستی، غیبت، ناشکری اور شراب نوشی وغیرہ گناہ تصور کیے جاتے ہیں۔

مسیحیت میں فخر، لالچ، غصہ، حسد، کینہ، ضرورت سے زیادہ ملکیت اور کھانے کی چیزوں کو جمع کرنا یا استعمال کرنا، دکھاوا کرنا، شان و شوکت دکھانا، سُستی اور رحمت خداوندی سے ناامید ہونا وغیرہ گناہ شمار کیے جاتے ہیں۔

سناتن دھرم میں غصہ، ہوس، لالچ، مال ملکیت میں دل چسپی، خود پسندی، فخر کرنا، حسد، بغض اور کینہ جوا کھیلنا، اشیا میں ملاوٹ کرنا، دوسرے کی عزت پر بری نظر کرنا، اور دوسرے کے لیے بدخواہی وغیرہ گناہ کے کام سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح بودھ دھرم، جین دھرم اور سکھ دھرم میں بھی اوپر بیان کردہ باتوں کو گناہ اور برا کام تصور کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ان گناہوں کو تمام اہم مذاہب میں ناجائز اور بُرا عمل قرار دیا گیا ہے ہر جرم گناہ نہیں ہوتا، لیکن اگر کوئی شخص برے عمل کی شدت معلوم ہوتے ہوئے جان بوجھ کر وہ کرتا ہے تو وہ گناہ ہی ہوتا ہے۔ اگر کوئی جرم کا کام غلطی یا نہ چاہتے ہوئے سرزد ہو جائے تو اسے گناہ سمجھا جا سکتا ہے۔ ٹیکسز دینے والی عوام کا پیسا خرد برد کرنا بہت بڑا گناہ اور ناقابل معافی جرم ہے۔ ہر ایسا گناہ جس پر موت سے پہلے پچھتاوانہ ہو۔ وہ شیطانی عمل اور گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر ایسی برائی جسے بار بار دہرایا جائے یا جس عمل کی مذہبی کتابوں میں سخت سزا بتائی گئی ہو وہ بھی گناہ کبیرہ کہلاتا ہے۔ ایسے برے اعمال کے ارتکاب کے بعد بھی اگر کوئی شخص مالکِ حقیقی سے معافی نہیں طلب کرتا تو وہ رحمت خداوندی سے دور ہو جاتا ہے۔

گناہ اصلی سے وہ نافرمانی والا عمل مراد ہے جو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے سرزد ہوا جب آپ نے غلطی سے مالکِ حقیقی کی طرف سے منع کردہ درخت کا پھل کھالیا تھا، اس خلاف ورزی کی وجہ سے آپ کو جنت سے زمین پر بھیج دیا گیا،

یہ نافرمانی والی جبلی عادت ہر انسان کو ورثے میں ملی ہے جس کو خاندانی برائی بھی کہا جاتا ہے۔

ہم سب کو اس طرح کے گناہوں اور جرموں سے بچنا چاہیے اور "تمباکو نوشی نامنظور"، کرپشن و بدعنوانی نامنظور، کی طرح یہ اعلان بھی کرنا چاہیے کہ "ہر معاشرتی برائی نامنظور۔"

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

انسانی عمل کی دو حیثیتیں ہیں۔ پہلی: نیک کام دوسری برے کام، جب کوئی آدمی مذہبی پابندیوں کی خلاف ورزی کرتا ہے، تو وہ گناہ کہلاتا ہے اور جب ملکی قانون کے برخلاف کوئی کام ہوتا ہے، تو اسے جرم کہا جاتا ہے۔ جو مذہبی اعتبار سے گناہ ہی ہوتا ہے۔ گناہ کا تصور مذہب اور جرم کا تصور قانون کی طرف سے ہوتا ہے۔ لیکن یہ دونوں کبھی کبھی ایک دوسرے کی معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں، ناحق کسی کا حق غصب کرنا، چوری، ڈکیتی، بدکاری، شراب نوشی، بدعنوانی اور ہتک عزت سخت گناہ ہیں، جن کے لیے ملکی قانون میں سزائیں مقرر ہیں اس لیے یہ بھی جرم ہیں، جس برے کام کی جتنی زیادہ سخت سزا ہوگی وہ اتنا بڑا گناہ تصور ہوتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. گناہ کبیرہ کسے کہا جاتا ہے؟
2. گناہ اصلی کا مطلب کیا ہے؟
3. انسان کو "خطا کا پتلا" کیوں کہا جاتا ہے؟
4. جرم، گناہ کیسے بنتا ہے؟
5. آپ کے خیال میں معاشرے کو گناہوں اور جرموں سے کیسے محفوظ کیا جا سکتا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. گناہ کے بارے میں مذاہب کا کیا تصور ہے؟
2. جرم اور گناہ میں کیا فرق ہے؟
3. وہ کون سے کام ہیں جو ہر مذہب میں گناہ تصور کیے جاتے ہیں؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. اگر مجرم کو سزا نہیں ملے گی تو معاشرے میں:

(الف) قانون کا احترام نہیں رہے گا (ب) بدامنی بڑھتی رہے گی

(ج) مجرم زیادہ جرم کریں گے (د) یہ سب

2. قانون کی خلاف ورزی کرنے کا نام ہے:

(الف) سیاست (ب) جرم

(ج) فرض (د) گناہ

3. گناہ کبیرہ کا مطلب ہے:

(الف) جس بات پر پچھتاوا نہ ہو (ب) جس پر مذہب نے سخت سزا مقرر کی ہو

(ج) بار بار برائی کے کام کرنا (د) یہ سب

4. کرپشن یا بدعنوانی کا شمار ہوتا ہے:

(الف) گناہوں میں (ب) جرموں میں

(ج) گناہ کبیرہ میں (د) یہ سب

5. حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر بھیجا گیا:

(الف) آسمان پر (ب) زمین پر

(ج) عرش پر (د) فرش پر

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے ذیل کے عنوانات پر "ہوم ورک" مکمل کرنے کا کہا جائے، کام مکمل کر کے دونوں گروپ کمرہ جماعت میں پیش کریں:

گروپ (الف)	گروپ (ب)
جرم اور اس کی اقسام	گناہ اور اس کی اقسام
جرم کی مختلف صورتیں اور سزائیں	مختلف مذاہب میں گناہ اور ان پر سزائیں
دنیا کے بڑے جرم	گناہ اور ان سے معافی کا طریقہ

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کو گناہ یا جرم کا تقابل سمجھایا جائے، اگر کوئی شخص اپنے ذہن میں، ان میں سے کسی ایک کو نقش کر لیتا ہے تو اس کے کردار پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
حق تلفی	حق ختم کرنا	نافذ	جاری ہونے والا
ارتکاب	اختیار کرنا، عمل کرنا	جبلی	پیدائشی
بدعنوانی	ایسے برے کام جو معاشرے میں جرائم کو مدد ملے	بدخواہی	برا چاہنے والا

دنیا کے مذاہب

تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات سے امید کی جاتی ہے کہ وہ:

- جان سکیں گے کہ جین دھرم ایک عالمی مذہب ہے۔
- تسلیم کرسکیں کہ جین دھرم کی تعلیمات دیگر مذاہب سے مختلف نہیں ہیں۔
- سمجھیں گے کہ خواہشوں کو محدود کرنا ہی مناسب عمل ہے۔
- ایسے کردار کا عملی مظاہر کرسکیں جو ہر ایک کے لیے فائدہ مند ہو۔
- چوبیسویں تیر تھنکر ''مہاویر بھگوان'' کی تعلیمات کو اپنا سکیں۔

دنیا کے اہم مذاہب میں سے جین دھرم بھی ایک عالمی مذہب ہے۔ جو اپنی منفرد حیثیت کا رکھتا ہے، جس کا اہم اصول اہنسا ہے۔ اہنسا کا مطلب ہے "کسی بھی جاندار چیز کو تکلیف نہ دینا۔" جس میں انسان اور جانوروں کے علاوہ کیڑے مکوڑے، بیل بوٹے اور درخت بھی شامل ہیں۔ اس لیے جینی گوشت اور زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز کو استعمال کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

اس دھرم کا پیشوا تیر تھنکر ہوتا ہے، جس کی تعلیمات پر چلنے سے لوگوں کو دھرمی تعلیمات مکمل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ان میں سے آخری تیر تھنکر بھگوان مہاویر ہے جو دھرمی تپسیا کرتے ہوئے بہتّر برس کی عمر میں وفات کر گیا۔

باب کے اس حصے میں جین دھرم اور بھگوان مہاویر کا تفصیلی تعارف شامل کیا گیا ہے۔

جین دھرم

(تعارف اور ترقی)

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- جان سکیں کہ جین دھرم کی بنیاد کہاں اور کب ہوئی۔
- جان سکیں کہ جین دھرم کو ماننے والے "جین" کہلاتے ہیں۔
- لفظ "جین" کی اصلیت اور تیر تھنکر اصطلاح کے معنی اور تصور بیان کر سکیں۔
- تیر تھنکروں کی تعداد اور ان کے ناموں کی فہرست مرتب کر سکیں۔
- سمجھ سکیں کہ پہلا تیر تھنکر رشبھ ناتھ، بھگوان وشنو کا اوتار تھا۔
- ڈگامبر اور شویتامبر جینیوں کا فرق اور ان کی موجودہ صورتحال بیان کر سکیں۔
- "ہر چیز جاندار ہے" کا مفہوم بیان کر سکیں۔

جین ازم، جین مت یا جین دھرم برصغیر کا ایک منفرد اور قدیم مذہب ہے۔ لفظ "جین" کے معنیٰ جیتنے والا یا فاتح ہیں۔ یعنی وہ جس نے اپنی خواہشات پر قابو پاکر اپنے آپ کو جیت لیا ہو۔ جین دھرم کے ماننے والوں کو "جین" اور ان کے عظیم پیشواؤں کو جنھوں نے اس کی بنیاد رکھی تیر تھنکر کہا جاتا ہے۔ تیر تھنکر سے مراد وہ عظیم سادھو ہے جس نے بہت زیادہ تپسیاؤں کے بعد "کامل شعور" حاصل کیا ہو اور جو اپنے گیان کے ذریعے لوگوں کو دنیا کی دھن دولت کے جال سے باہر نکال کر اس کی مارگ درشن کرے یعنی نجات کی راہ دکھلاتا ہے۔

جینی پیشواؤں کا خیال ہے کہ جین دھرم ازل سے قائم ہے البتہ وقت بوقت اس کی تجدید ہوتی رہی ہے۔ رشبھ ناتھ موجودہ وقت چکر کا بانی ہے اور مہاویر وردھمان جین دھرم کا آخری تیر تھنکر ہے۔ اس دھرم کے چوبیس تیر تھنکروں میں سے کسی نے بھی بھگوان یا خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ وہ خود کو دوسرے لوگوں جیسا کہتے ہیں اور عوام کو آتما (روح) کی نجات دینے والے آواگون سے نکلنے اور کرموں کو ناس کرنے کا طریقہ سمجھاتے رہتے تھے۔

جین دھرم کی بنیاد اہنسا کے اصول پر رکھی گئی ہے، جس کے تحت تمام انسانوں، جانوروں، کیڑوں مکوڑوں اور پرندوں وغیرہ کی بے حد اہمیت ہے، ہر جینی کے لیے لازمی ہے کہ "وہ ہر قسم کی جاندار چیز کو کسی قسم کی تکلیف یا نقصان نہ پہنچائے" اس لیے جین دھرم کو ماننے والے ہمیشہ اپنے منھ کو کپڑے سے ڈھانپ کر چلتے ہیں تاکہ کوئی جاندار چیز ان کے منھ میں چلی نہ جائے اور زخمی نہ ہو جائے۔ وہ بغیر جوتوں کے چلتے پھرتے ہیں تاکہ کوئی جاندار چیز جوتوں کے نیچے کچل نہ جائے۔ وہ کھانا بھی دن کی روشنی میں ہی تیار کر لیتے ہیں کیوں کہ رات میں آگ جلانے پر پتنگے پروانے یا دیگر کیڑے مکوڑوں کے اس پر جمع ہونے اور مرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ جینی سبزی خور (ویجیٹیرین) ہوتے ہیں وہ گوشت بالکل نہیں کھاتے حتیٰ کہ سبزیوں میں بھی لہسن، پیاز اور آلو وغیرہ کھانے سے احتراز کرتے ہیں، کیوں کہ ان چیزوں کو زمین سے نکالتے وقت چھوٹے کیڑے مکوڑوں کے زخمی ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

ابتدائی دوَر میں جین دھرم میں مندر کا رواج نہیں تھا، لیکن بعد میں آہستہ آہستہ مندر بنوائے گئے اور ان میں پوجا کے لیے تیر تھنکروں کی مورتیاں بھی رکھی گئیں۔ جین دھرم کی مقدس کتابوں کے نام "اگم" اور "تتوارتھ" ہیں۔

جین دھرم کو ماننے والا ایک گروہ بالکل فطری لباس میں ہوتا ہے۔ ان کے دھرمی پیشوا بھی کپڑے نہیں پہنتے ساتھ ہی اس میں سخت تپسیا کا رواج ہے، یہ تمام باتیں جین دھرم کو منفرد بنا دیتی ہیں۔

تھر کے ننگر پارکر والے علاقے میں جین دھرم کے ماننے والوں کی بہتات تھی جہاں آج بھی ان کے آثار مندروں وغیرہ کی صورت میں موجود ہیں۔ تاہم اب ان میں رہنے والا کوئی نہیں ہے۔

جین دھرم کی ترقی: جین دھرم کے چوبیس تیر تھنکر گزرے ہیں، جن میں سے رشبھ ناتھ، آرستانیمی اور پارس ناتھ کا دھرمی کتابوں میں کثرت سے ذکر ملتا ہے، جین دھرم کے آخری تیر تھنکر مہاویر نے ۵۶۹ق۔م میں دھرمی پرچار شروع کیا۔ ان کی پرچار کی کوشش سے بہت سے لوگ آپ کے پیروکار بن گئے۔

تیر تھنکر: جین دھرم کے پیشواؤں کو تیر تھنکر کہا جاتا ہے۔ جن کی تعداد چوبیس ہے اور ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ رشبھ ناتھ، ۲۔ اجت ناتھ، ۳۔ سنبھوا ناتھ، ۴۔ ابھی نندن ناتھ، ۵۔ سماتی ناتھ، ۶۔ پدم پربھا، ۷۔ سپ پرسوا ناتھ، ۸۔ چندر پربھا، ۹۔ پسپادنت، ۱۰۔ سیتلا ناتھ، ۱۱۔ سریادم ناتھ، ۱۲۔ وسوپوجئ، ۱۳۔ وملا ناتھ، ۱۴۔ اننتا ناتھ، ۱۵۔ دھرما ناتھ، ۱۶۔ سانتی، ۱۷۔ کنتھیو ناتھ، ۱۸۔ ارا ناتھ، ۱۹۔ مالی ناتھ، ۲۰۔ منی سورتا، ۲۱۔ نمی ناتھ، ۲۲۔ نیمی ناتھ، ۲۳۔ پرسوا ناتھ، ۲۴۔ مہاویر یا وردھمان۔

چوتھی صدی ق۔م میں بہار ریاست میں سخت قحط سالی ہوئی، جس وجہ سے جینیوں نے وہاں سے اپنے روحانی پیشوا

بھدر باہو کی سربراہی میں ہندستان کے دیگر علاقوں کی طرف نقل مکانی کی اور وہاں آباد ہوگئے۔ اس نقل مکانی کرنے میں مگدھ کا راجا چندر گپت بھی شامل تھا۔ جس نے اپنا تخت و تاج ترک کر دیا تھا۔ بارہ برس کے بعد لوگ جب واپس بہار آئے تو انھوں نے دیکھا کہ ان کی غیر موجودگی میں جین دھرم میں دو بڑی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ سادھوؤں کے لیے بغیر کپڑوں کے زندگی گزارنے والی رسم میں نرمی آچکی ہے اب وہ سفید لنگوٹ باندھنے لگے ہیں اور مقدس کتابوں میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ یہ تبدیلیاں بھدر باہو کو پسند نہیں آئیں چنانچہ اس کے بعد جین دھرم کے لوگ دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے: ۱۔ ڈگامبر (فطری لباس والے یعنی ننگے) ۲۔ شویتامبر (سفید کپڑا پہننے والے)

ہندو دھرم / سناتن دھرم کی مخالفت اور برصغیر میں مسلمانوں کی حکمرانی سے بھی جین دھرم میں کافی تبدیلیاں ہوئیں۔ پہلے جین دھرم کے سادھو ایک جگہ بیٹھا نہیں کرتے تھے بلکہ سیر و سفر میں مصروف رہتے تھے لیکن اب وہ ان باتوں کو چھوڑ کر مندروں اور بستیوں میں رہنے لگے تھے۔

تیرہویں صدی میں شویتامبر فرقے والوں نے سماجی نظام کو از سر نو مرتب کیا اور بیوپار اور تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور اس کے لیے ہندستان کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ مورتی پوجا کا رواج زیادہ ہوا۔

سترہویں صدی میں ڈگامبر فرقے والوں نے ایک اصلاحی تحریک شروع کی جس میں جین دھرم کے بنیادی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کو لازمی قرار دیا گیا۔ موجودہ دور میں جین دھرم کے ماننے والے ہندستان، افریقا، یورپ اور امریکا میں اپنی پُرامن رویوں اور تجارتی حوالے سے بڑی شہرت رکھتے ہیں۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

جین دھرم برصغیر کا ایک منفرد اور قدیم مذہب ہے۔ "جین" لفظ کے معنی: جیتنے والا ہے۔ یعنی ایسا شخص جس نے اپنی خواہشات کو قابو کر کے اپنے آپ کو جیت لیا ہو۔ جین دھرم کے پیشوا تیر تھنکر کہلاتے ہیں جن کی تعداد چوبیس ہے۔ جین دھرم کی بنیاد اہنسا کے اصول پر قائم ہے جس کے مطابق کسی بھی جان دار چیز کو تکلیف دینا یا مارنا مہاپاپ ہے، جین دھرم کے پیروکار دو گروہوں: ڈگامبر اور شویتامبر میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ جن میں سے بہت سے لوگ انڈیا میں رہتے ہیں۔ تاہم یورپ، افریقا اور امریکا میں بھی رہتے ہیں۔ ان کا اہم ذریعہ معاش تجارت ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. جین دھرم کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟

2. لفظ "جین" کا لفظی اور اصطلاحی مطلب کیا ہے؟

3. جین دھرم میں "تیر تھنکر" کا مطلب کیا ہے؟

4. جین دھرم کے کتنے گروہ ہیں اور ان کی خوبیاں بیان کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. جین دھرم کی ترقی کس طرح ہوئی؟

2. جین دھرم کے کوئی سے بھی دس تیر تھنکروں کے نام بتائیں؟

3. ڈگامبر اور شویتامبر کی وضاحت کریں؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. لفظ "جین" کے معنی ہیں:

(الف) جیتنے والا (ب) اوتار

(ج) پیشوا (د) سادھو

2. جین دھرم کے عظیم پیشوا کہلاتے ہیں:

(الف) پیغمبر (ب) گرو

(ج) تیر تھنکر (د) رسول

3. جین دھرم میں تیر تھنکروں کی تعداد ہے:

(الف) ۲۱ (ب) ۲۲

(ج) ۲۳ (د) ۲۴

4. جین دھرم کا بنیادی اصول ہے:

(الف) اخلاق (ب) مذہب

(ج) روح (د) اہنسا

5. جین دھرم میں جس بات کو مہاپاپ کہا جاتا ہے وہ ہے:

(الف) ہر جاندار کو پیار کرنا (ب) ہر جاندار کو پکڑنا

(ج) ہر جاندار کو تکلیف دینا (د) ہر جاندار کو مارنا یا تکلیف دینا

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو جین دھرم کے بارے میں ایک علمی مذاکرہ منعقد کریں، جس میں گروپ کے منتخب طلبہ وطالبات دیے گئے عنوان پر مواد پیش کریں۔ مثلاً:

گروپ	عنوان
الف	جین دھرم کا تعارف اور اس کے مکاتب فکر۔
ب	جین دھرم کے تیر تھنکر۔
ج	جین دھرم کے پیشوا۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو جین دھرم کی انفرادیت سے واقف کیا جائے اور ان کو جین دھرم کی موجودہ صورتحال سے آگاہ کیا جائے۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
تپسیا	مشقت والی عبادت	قحط سالی	خشک سالی، مہنگائی
نقل مکانی	دوسری جگہ ہجرت کرنا	ترک	چھوڑ دینا
ترمیم	تبدیلی کرنا	تجدید	ترقی کرنا
احتراز	پرہیز، اجتناب		

مہاویر

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- جین دھرم کے پانچ بنیادی اصولوں کے بارے میں بتاسکیں۔
- چوبیسویں تیر تھنکر (دریاپار کرانے والے) مہاویر کی ابتدائی زندگی بیان کرسکیں۔
- جان سکیں کہ انھوں نے کب، کیسے اور کہاں روحانی روشنی حاصل کی۔
- جین دھرم کے عقیدہ کے بارے میں جان سکیں گے کہ "دنیاتکلیفوں اور دکھوں کا دریاہے اور تیر تھنکر ان کو دریاپار کرنے کا راستہ بتاتے ہیں۔
- حواس کی بنیادپر جانداروں کی تقسیم بیان کرسکیں گے۔
- کرم، موکھش اور دیگر روحانی موضوعات پر مہاویر کا فلسفہ جان سکیں گے۔
- وضاحت کرسکیں کہ بہتر برس کی عمر میں ان کی وفات بھوکے رہنے سے کیوں ہوئی۔

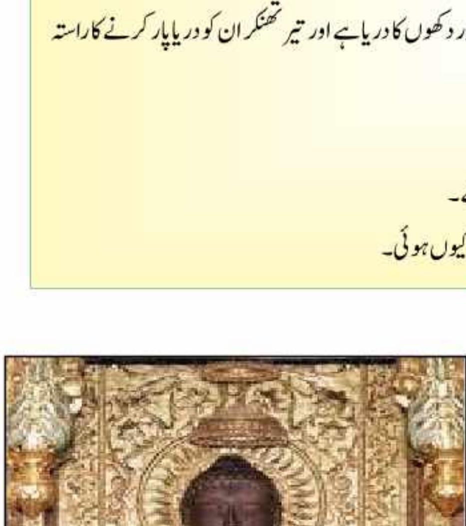

حالاتِ زندگی: جین دھرم کے بانی مہاویر کا اصل نام وردھمان تھا، جبکہ آپ کے والد کا نام سدھارتھ اور والدہ کا نام ترشیلا تھا۔ آپ ۵۹۹ق۔م کو بہار ریاست کے ضلع "ویشالے" کے ایک چھوٹے سے گاؤں کنڈا گرام میں ایک راجا کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن سے نہایت ذہین اور ماں باپ کے فرمانبردار مشہور تھے، جب جوان ہوئے تو آپ کی شادی "یشودا" نامی ایک راج کماری سے ہوئی، جس سے دونوں کو "پریادرشنا" نام کی ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ تیس برس تک وردھمان نے اپنے عیش بھرے دن گزارے لیکن بعد میں آپ نے یہ شاہی زندگی ترک کردی اور ایک سادھو بن کر سخت تپسیا کے لیے جنگل کی راہ اختیار کی۔ اس دوران بارہ برس بے لباسی کے عالم میں جنگل وبیابان کی سیر کرتے ہوئے۔ آپ نے بے پناہ تکالیف کا سامنا کیا لیکن سخت تپسیا میں محو رہے تاکہ آپ کو اپنے جسم اور روح پر قابو حاصل ہو جائے۔ چنانچہ جب آپ کو اطمینان ہو گیا کہ اب مجھے اپنے آپ پر قابو حاصل ہو گیا ہے تو آپ معاشرتی زندگی کی طرف دوبارہ واپس ہوئے اور لوگوں کو دھرم کی طرف بلانے لگے۔ آپ نے انھیں بتایا کہ وہ کس طرح جنم اور موت کے چکر و آواگون سے نجات پاسکتے ہیں۔ کیوں کہ ان کی

زندگیاں خوف، دکھوں اور تکالیف سے بھرپور ہیں۔ جو حق سے لاعلم ہونے اور اپنے کرموں کی وجہ سے ان کو ملتی ہیں۔ ان کو مرنے کے بعد نرک میں بھی گزارنا پڑتا ہے یا کم درجے کے جنموں میں گزارنا پڑتا ہے۔

مہاویر نے اپنی عمر کے آخری تیس برس روحانی آزادی کی ابدی سچ کی پرچار کرتے ہوئے گزارے۔ آپ ہندستان کے کئی علاقوں میں ننگے پیر پیدل اور بغیر کپڑوں کے سخت ترین موسمی حالات کے باوجود پھرتے رہے اور ہر اس سے ملتے جو بھی اپ کو سننے کے لیے آتا تھا۔ آپ کی پرچار سے لاکھوں لوگ جین دھرم کے پیروکار بن گئے۔

مہاویر نے بہتر برس اور ساڑھے چار ماہ زندگی بسر کی۔ آپ نے ۵۲۷ ق۔م کو دیوالی کے دن پاواپُری ضلع نالندا بہار میں نروان حاصل کیا۔

بنیادی تعلیمات: مہاویر کی تعلیمات کے مطابق ہر سادھو اور عام آدمی کو جین دھرم کے ان پانچ عہد یا اصولوں کی پابندی کرنا ضروری ہے:

۱۔ **اہمسۃ (اہنسا یا عدم تشدد):** کسی بھی جاندار کو اپنی سوچ، زبان یا عمل سے تکلیف نہ پہنچائی جائے، یہ جین دھرم کا سب سے اہم اور بنیادی عہد یا اصول ہے، جس پر ہر جینی کو عمل کرنا لازم ہے۔

۲۔ **ستیہ (سچائی):** ہمیشہ سچ بولنا چاہیے، ایسی کوئی بھی بات زبان سے نہیں کہنی چاہیے جو سچ نہ ہو اور ایسی کوئی بھی بات قبول نہیں کرنی چاہیے جو جھوٹ پر مبنی ہو۔

۳۔ **استیہ (چوری کرنا):** چوری کرنا مہاپاپ ہے، کسی کے بھی حق پر دھاوا بول کر بچنا چاہیے۔

۴۔ **برہمچریہ (پاکدامنی):** پاکدامنی اور عفت والی زندگی بسر کرنی چاہیے اور اپنی نفساتی خواہشات کو قابو میں رکھنا چاہیے۔

۵۔ **اپریگرہ (لاتعلقی):** ماڈی لذتوں سے دور رہنا چاہیے، ضرورت سے زیادہ کوئی بھی چیز جمع نہیں کرنی چاہیے اور ناہی مال و دولت اکٹھا کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اگر کمائی زیادہ ہو تو وہ دان کر دینی چاہیے۔

ان تمام اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے علاوہ ہر جینی کو غصہ، فخر، انا پرستی، دھوکے بازی، فریب، حرص و ہوس اور لالچ سے بھی دور رہنا ضروری ہے۔ مہاویر کی تعلیمات نے جین دھرم کے پیروکاروں کے رہن سہن پر گہرے اثرات چھوڑے، ان تعلیمات کی وجہ سے ہر جینی اہنسا کے اصول پر پوری طرح کاربند رہتا ہے اور خواہشات پر قابو پانے کے لیے ان میں ورت (روزہ) کارواج بھی بہت زیادہ ہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

جین دھرم کے چوبیسویں تیر تھنکر مہاویر کا اصل نام وردھمان تھا۔ آپ ۵۹۹ ق۔م کو بہار میں پیدا ہوئے۔ تیس برس کی عمر تک عیش و عشرت کی زندگی گزارتے رہے۔ لیکن بعد میں محل کی عیش و آرام کی زندگی ترک کر کے جنگل کی طرف نکل پڑے بارہ برس جنگل میں کٹھن تپسیا کے بعد اس دھرم کی پرچار شروع کر دی۔ آپ نے دوسرے تیس برس اسی ابدی سچ کی پرچار میں گزار دیئے اور بہتر برس کی عمر میں ۵۲۷ ق۔م کو نروان حاصل کیا۔ مہاویر کی تعلیمات کے مطابق ہر جینی کے لیے اہنسا اور کسی کو تکلیف نہ دینے کے اصول، سچائی پر چلنی، کسی کی حق تلفی نہ کرنے، پاکدامنی کی زندگی اختیار کرنے اور ضرورت سے زائد اشیاء کو جمع نہ کرنے کے اصولوں پر عمل کرنا۔ بے حد ضروری ہے۔ آپ کی ان تعلیمات کا جین دھرم کے پیروکاروں کی زندگیوں پر بہت اثر ہوا۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. مہاویر کب اور کہاں پیدا ہوا؟
2. مہاویر نے کتنا عرصہ جنگل میں تپسیا کے لیے گزارے؟
3. مہاویر نے کب اور کہاں نروان حاصل کیا؟
4. مہاویر کی سب سے اہم تعلیم کیا ہے؟
5. مہاویر کی تعلیمات کا عام پیروکار کی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

1. مہاویر کے والد کا نام ______ ہے۔
2. مہاویر کا فرمان ہے: انسان کو غم اور تکلیف اس ______ کی وجہ سے ملتی ہے۔
3. مہاویر نے ______ برس اور ______ ماہ عمر پائی۔
4. پاکدامنی اختیار کرنے اور نفسانی خواہشات پر قابو پانے کو ______ کہا جاتا ہے۔
5. جینیوں میں ______ کا بہت رواج ہے۔

(ج) مندرجہ ذیل درست جملے کے سامنے "✓" اور غلط کے سامنے "✗" کا نشان لگائیں۔

جملہ	صحیح	غلط
1. مہاویر ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا۔		
2. مہاویر کو کٹھن تپسیا کے بعد اپنے جسم اور روح پر قابو حاصل ہو گیا۔		
3. اہمشہ کا مطلب جانداروں پر ظلم کرنا ہے۔		
4. مہاویر کے فرمان کے مطابق ہر جینی کو بہت زیادہ ملکیت جمع کرنی چاہیے۔		
5. جینیوں کے لیے لازم ہے کہ اپنا بچا ہوا مال دان کر دیں۔		

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات اپنی کلاس کے تین گروپ تیار کریں جن کو درج ذیل عنوانات پر مطالعہ کرنے کا کہا جائے۔ پھر دوسرے روز کلاس میں اس پر بحث ومباحثہ کرنے کا اہتمام کریں۔

گروپ	عنوان
الف	مہاویر کی زندگی کے ابتدائی تیس برس۔
ب	مہاویر کی تپسیا والی زندگی کے بارہ برس۔
ج	مہاویر کی زندگی کے آخری تیس برس۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو رہنمائی اور نشاندہی کی جائے کہ وہ مہاویر کی زندگی اور خدمات پر بنائی گئی ڈاکیومینٹری دیکھیں اور اس سے معلومات حاصل کریں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	**معنی**	**لفظ**	**معنی**
محور	دھرا جس پر پہیّا گردش کرتا ہے	انا پرستی	تکبّر
نرک	جہنم	عفت	پرہیز گاری